کوہ احد کے دامن میں آزادی کا دفاع

زندگانی پیغمبر اسلامؐ

از: جعفر سبحانی

راہ اسلام کے گزشتہ شمارہ میں اس بات کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ احد کے میدان میں مسلمانوں کی شرمناک شکست کو ابوسفیان نے مذہب اسلام اور توحیدی آئین کی شکست قرار دینے کی ناکام کوشش کی لیکن وہ اپنے اس شرمناک منصوبے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ پیغمبرؐ قتل کئے جا چکے ہیں اور اب اسے اپنی من مانی کرنے کا موقع مل گیا ہے لیکن پیغمبرؐ نے اس کے مشرکانہ نعروں کے جواب میں توحیدی نعرے لگوائے اور آخر کار وہ مکہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

دوسری طرف پیغمبر اسلامؐ نے شہداء اُحد کی تدفین کا اہتمام کیا اور ابوسفیان کی زوجہ ہند جگر خوارہ کے ذریعہ اپنے چچا حمزہ کی لاش کو مثلہ شدہ دیکھ کر بہت رنجیدہ و غضبناک ہوئے۔ بہرحال تدفین سے فراغت حاصل کرنے کے بعد وہ اپنے پسماندہ اصحاب و انصار کے ساتھ مدینہ واپس آ گئے۔ مدینہ ایک ماتم کدہ میں تبدیل ہو چکا تھا۔ ذیل میں اپنے عزیزوں کے غم میں نوحہ و ماتم کرنے والی بعض مثالی اور صاحب حوصلہ خواتین کی داستان ملاحظہ ہو:

ایک مومنہ کی دردانگیز یادیں

درحقیقت تاریخ اسلام میں بعض صاحب ایمان خواتین کی تاریخ نہایت حیرت انگیز رہی ہے کیونکہ عصر حاضر کی خواتین میں اس کی مثال بہت کم دکھائی دیتی ہے۔ا

جنگ احد کے دوران "بنی دینار" کی ایک خاتون اپنے باپ، بھائی اور شوہر کی شہادت کے بعد کچھ عورتوں کے درمیان بیٹھی ہوئی گریہ وزاری اور نوحہ و ماتم میں مشغول تھی اور اس کے اردگرد بیٹھی ہوئی دوسری خواتین بھی گریہ وزاری کر رہی تھیں۔ اچانک پیغمبر اکرمؐ ان سوگوار خواتین کے قریب سے گزرے۔ اس غمزدہ خاتون نے قریب میں کھڑے ہوئے لوگوں سے پیغمبر کی خیریت دریافت کی، ان لوگوں نے بتایا کہ خدا کا شکر ہے کہ وہ زندہ و سلامت ہیں۔ اس خاتون نے کہا کہ میں پیغمبر اکرم کو نزدیک سے دیکھنا چاہتی ہوں۔ اسی وقت پیغمبر اکرمؐ کی زیارت کا موقع فراہم کر دیا گیا۔ پیغمبرؐ کے چہرۂ مبارک کو دیکھتے ہی یہ خاتون اپنے تمام رنج و مصائب بھول گئی اور نہایت خلوص و عقیدت کے ساتھ یہ عرض کرنے لگی۔ اے رسول خدا! میں آپ کی خاطر ہر طرح کے رنج و مصائب برداشت کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ آپ زندہ و سلامت رہیں۔ ہم لوگ آپ کی سلامتی کے لئے بڑے سے بڑے مصائب کا بوجھ اٹھا لیں گے۔"

"یہ استقامت و ثبات قدم یقیناً لائق

صد آفریں ہے اور اس قوی ایمان کی مثال، سمندری جہاز کے اس بھاری بھر کم لنگر کی طرح ہے جو بنی نوع انسان کے وجود کی کشتی کو عظیم طوفانوں کے مقابلے تزلزل و بے قراری سے محفوظ رکھتا ہے"۔ع

فداکار خواتین کا دوسرا نمونہ

گزشتہ صفحات میں "عمرو بن جموح" کا اجمالی تذکرہ پیش کیا جاچکا ہے کہ پیروں سے معذور ہونے کی وجہ سے ان پر جہاد واجب نہ تھا لیکن انہوں نے غیر معمولی اصرار کے ساتھ پیغمبرؐ سے جہاد کی اجازت حاصل کرلی اور مجاہدین کی پہلی صف میں شامل رہے۔ ان کے بیٹے "خلاد" اور برادر نسبتی "عبد اللہ بن عمرو" بھی اس مقدس جہاد میں شریک رہے اور یہ تینوں مجاہدین درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

ان کی زوجہ "ہند" جو "عمرو بن حزام" کی بیٹی اور "جابر ابن عبد اللہ انصاری" کی پھوپی تھیں، میدان احد میں تشریف لائیں اور اپنے عزیزوں کی لاش کو مقتل سے اٹھا کر ایک اونٹ کی پشت پر رکھوالیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہوگئیں تاکہ ان شہیدوں کو مدینہ میں دفن کریں۔

ادھر مدینہ میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکی تھی کہ جنگ احد میں پیغمبرؐ شہید کردیئے گئے لہٰذا پیغمبرؐ کی ازواج اس خبر کی تصدیق کے لئے "میدان احد" کی طرف روانہ ہو چکی تھیں چنانچہ راستہ میں ازواج رسولؐ نے ہند کو احد کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا تو ان لوگوں نے اس خاتون سے رسول مقبولؐ کی خیریت دریافت کی۔ اگرچہ یہ عورت احد کے مقتل سے اپنے شوہر، بھائی اور بیٹے کی لاشیں اپنے ساتھ لئے ہوئے تھی، پھر بھی اس نے نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ ان لوگوں سے یوں خطاب فرمایا: "میں آپ لوگوں کے لئے خوشخبری لائی ہوں۔ پیغمبرؐ زندہ و سلامت ہیں اور اس عظیم نعمت کے مقابلے میں بڑے سے بڑے رنج و مصائب کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔"

دوسری اچھی خبر یہ ہے کہ "خداوند عالم نے غیظ و غضب میں ڈوبے ہوئے لشکر کفار کو مکہ کی جانب لوٹا دیا۔"۳ اس کے بعد ازواج پیغمبرؐ نے اس خاتون سے دریافت کیا کہ "یہ جنازے کس کے ہیں؟" اس خاتون نے جواب دیا کہ یہ میرے وارثوں کے جنازے ہیں۔ ان میں سے ایک میرا شوہر، دوسرا میرا بھائی اور تیسرا میرا بیٹا ہے۔ میں انہیں دفن کرنے کے لئے مدینہ لے جا رہی ہوں۔

تاریخ اسلام کے اس حصہ میں ایک بار پھر ایمان کی اس عظیم طاقت کی جھلک محسوس کی جاسکتی ہے جس کی وجہ سے مقدس مقصد کی راہ میں آنے والے عظیم مصائب و آلام کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی اور مرد مومن ان کٹھن مراحل کو بڑی آسانی سے پار کر جاتا ہے۔

درحقیقت مادی مکاتب فکر میں ایسے افراد کی تربیت و پرورش کی صلاحیت کبھی نہیں رہی ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مومن مقصد کی حفاظت کے لئے جنگ کرتا ہے مادی زندگی، عہدہ و مرتبہ اور مال و دولت کے لئے جنگ نہیں کرتا ہے۔

اس کے بعد رونما ہونے والا واقعہ اور زیادہ حیرت انگیز ہے جس کو مادیت کی کسوٹی پر ہرگز نہیں پرکھا جاسکتا ہے اور نہ ہی ان اصولوں کے ذریعہ اس کی پرکھ ممکن ہے جو تاریخی مسائل کے تجزیہ کے لئے مادیت پرستوں کے ذریعہ وضع کئے گئے ہیں بلکہ اس کا تجزیہ فقط وہ مردان الٰہی ہی کرسکتے ہیں جن کا الٰہی طاقت پر ٹھوس عقیدہ و ایمان ہے اور جو ایمانی طاقت کے ذریعے معجزہ و کرامت جیسے معاملات و مسائل کا تجزیہ کرتے رہتے ہیں۔ بہرحال اس واقعہ کے بعد رونما ہونے والی داستان یہ ہے:

"اونٹ کی مہار اس خاتون کے ہاتھوں میں تھی اور وہ مدینہ کی طرف گامزن تھی لیکن اونٹ بڑی مشکل سے آگے بڑھ رہا تھا۔ ازواج پیغمبرؐ میں سے ایک نے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ بھاری بوجھ کی وجہ سے اونٹ کو آگے بڑھنے میں دشواری ہو رہی ہو۔ ہند نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ نہیں، یہ اونٹ بہت طاقتور ہے اور دو اونٹوں کا بوجھ آسانی سے اکیلے اٹھا لیتا ہے لیکن سردست اس کی سست رفتاری کی وجہ کچھ اور ہے۔ درحقیقت جب میں اس اونٹ کو احد کی طرف لے جانا چاہتی ہوں تو یہ بڑی تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگتا ہے لیکن جیسے ہی میں اسے مدینہ کی طرف موڑتی ہوں تو اس کی رفتار خود بخود کم

ہو جاتی ہے اور چند قدم آگے بڑھنے کے بعد یہ زمین پر بیٹھ جاتا ہے۔

آخر کار ہند یہ فیصلہ کرتی ہے کہ وہ احد واپس چلی جائے اور اس واقعہ کو پیغمبرؐ سے بیان کرے۔ پس وہ اس اونٹ کے ساتھ احد واپس آگئی اور سارا واقعہ پیغمبرؐ کے سامنے بیان کردیا۔ پیغمبرؐ نے ہند سے بتایا کہ میدان جہاد کی طرف جاتے ہوئے تمہارے شوہر نے خداوند عالم کی بارگاہ میں یہ دعا کی تھی کہ "اب مجھے میرے گھر کی طرف نہ پلٹانا۔"

اس کے بعد پیغمبرؐ نے اس خاتون سے کہا کہ "تمہارے شوہر کی دعا خداوند عالم کی بارگاہ میں مستجاب ہو چکی ہے اور اب خداوند عالم یہ نہیں چاہتا ہے کہ یہ جنازہ "عمرو" کے گھر کی طرف چلے۔ لہٰذا اب تم ان تینوں جنازوں کو اسی سرزمین احد میں دفن کردو اور یہ جان لو کہ آخرت میں بھی یہ تینوں ساتھ رہیں گے۔"

ہند کی آنکھوں سے اشک جاری تھے۔ انہوں نے روتے ہوئے، پیغمبرؐ سے التجا کی کہ آپ بارگاہ خداوندی میں میرے لئے یہ دعا کردیں کہ آخرت میں بھی میں انہیں لوگوں کے ساتھ رہوں۔ؐ

پیغمبرؐ اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ ان کی دختر عزیز "فاطمہؑ" نے جیسے ہی اپنے باپ کے زخمی چہرے کو دیکھا ان کی آنکھوں سے اشک جاری ہوگئے۔ پیغمبرؐ نے اپنی تلوار فاطمہؑ کے حوالے کردی تاکہ وہ اُسے صاف کردیں۔

ساتویں صدی کا شیعہ مورخ "اربلی" لکھتا ہے کہ "پیغمبرؐ کی بیٹی پانی لے آئیں تاکہ باپ کے زخمی چہرے سے خون صاف کردیں۔ امیر المومنین حضرت علیؑ نے پانی ڈالنا شروع کیا اور فاطمہؑ زخم کے اردگرد جمع خون صاف کرتی رہیں لیکن چہرے کا گھاؤ اتنا گہرا تھا کہ خون بند ہی نہیں ہو رہا تھا۔ آخر کار ان لوگوں نے حصیر کے ایک ٹکڑے کو جلا کر اس کی راکھ زخم کے اندر بھر دی اور اس طرح گھاؤ سے بہنے والا خون تھم گیا۔ؐ

فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا کر کے مرکز اسلام کے پرسکون ماحول کو خراب نہ کردیں۔

مقامی اختلافات کا نقصان بیرونی دشمن کے حملے سے کہیں زیادہ ہوتا ہے لہٰذا ان تمام حالات کو نگاہ میں رکھتے ہوئے، پیغمبرؐ کے لئے یہ لازمی تھا کہ وہ داخلی دشمنوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے کوئی عملی قدم اٹھائیں تاکہ ان لوگوں کو یہ

> تاریخ اسلام کے اس حصہ میں ایک بار پھر ایمان کی اس عظیم طاقت کی جھلک محسوس کی جاسکتی ہے جس کی وجہ سے مقدس مقصد کی راہ میں آنے والے عظیم مصائب و آلام کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی اور مرد مومن ان کٹھن مراحل کو بڑی آسانی سے پار کر جاتا ہے۔

دشمن کا تعاقب کرنا چاہئے

واقعہ اُحد کے بعد آنے والی رات مسلمانوں کے لئے نہایت حساس رات تھی۔ ان میں سے اکثر غیر معمولی تھکاوٹ کی وجہ سے سوگئے۔ ادھر منافقوں، یہودیوں اور عبد اللہ ابی کے طرفداروں نے اس جنگ میں مسلمانوں کی شکست پر خوشیاں منانا شروع کردی تھیں اور دوسری طرف اکثر گھروں سے شہیدوں کے پسماندگان کے رونے کی آواز فضا میں گونج رہی تھی اور یہ بھی ڈر تھا کہ کہیں یہ یہودی اور منافقین مسلمانوں کے گھروں پر حملہ نہ کردیں یا موقع سے

اندازہ ہو جائے کہ توحیدی لشکر میں کسی قسم کا خوف و تزلزل نہیں ہے اور اسلام کی بنیاد کے لئے خطرہ ثابت ہونے والی ہر خفیہ یا اعلانیہ سرگرمی کو ابتدائی مرحلہ میں ہی کچل دیا جائے گا۔

خداوند عالم کی جانب سے پیغمبر اسلامؐ کو یہ ہدایت حاصل ہوئی کہ وہ دوسرے دشمن کا تعاقب کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک شخص کے سپرد یہ کام کیا کہ وہ پورے شہر میں یہ اعلان کردے کہ جو لوگ کل جنگ احد میں شریک تھے وہ دشمن کا تعاقب کرنے کے لئے فوری طور پر آمادہ ہو جائیں اور جو لوگ کل احد میں شریک نہیں تھے انہیں یہ حق حاصل

نہ ہوگا کہ وہ اس تعاقبی سرگرمی میں شریک ہو سکیں۔۶

واضح رہے کہ جنگ احد میں شریک نہ ہونے والے لوگوں کو اس تعاقبی دستہ میں شریک نہ کرنے میں ایک مصلحت تھی جو سیاسی معاملات کے ماہرین کی نظروں سے ہرگز پوشیدہ نہیں ہے۔

اس پابندی میں پہلی اور بنیادی مصلحت یہ تھی کہ جن لوگوں نے جنگ احد میں شرکت سے روگردانی اختیار کی تھی انہیں اس دفاعی سرگرمی میں شامل نہیں ہونے دینا تھا۔

دوسری مصلحت ان افراد کی تنبیہ و گوشمالی تھی جو جنگ میں شریک تو ہوئے تھے لیکن اپنی کوتاہی و لاپرواہی کی وجہ سے اسلام کو ان شرمناک حالات سے دوچار کردیا تھا۔ لہٰذا پیغمبر اسلامؐ اس پابندی کے ذریعہ ان لوگوں کو یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ اس نقصان کی تلافی بھی انہیں لوگوں کو کرنی ہے تاکہ آئندہ ان لوگوں سے ایسی کوتاہی و لاپرواہی سرزد نہ ہونے پائے۔"

> پیغمبرؐ اپنے ساتھیوں اور سپاہیوں کے ہمراہ شب میں "حمراء الاسد" میں مقیم رہے، رات کی تاریکی میں انہوں نے سپاہیان اسلام کو حکم دیا کہ اس علاقے کے ارد گرد موجود جھاڑیوں میں آگ لگادیں تاکہ دشمن یہ باور کرلے کہ آج لشکر اسلام کل سے زیادہ طاقتور ہے۔

پیغمبرؐ کے منادی کی یہ آواز قبیلہ "بنی عبد الاشہل" کے ایک نوجوان نے بھی سنی جو اپنے بھائی کے بستر کے قریب زخمی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ اس آواز کو سنتے ہی ان دونوں بھائیوں میں ایسا جوش پیدا ہوا کہ وہ لوگ فوری طور پر پیش قدمی کے لئے آمادہ ہوگئے اگرچہ ان لوگوں کے پاس محض ایک گھوڑا تھا اور زخمی حالت میں چلنا پھرنا بہت مشکل تھا' پھر بھی ایک بھائی نے دوسرے بھائی سے کہا کہ یہ بات ہرگز مناسب نہیں ہے کہ پیغمبر اکرمؐ آمادۂ جہاد ہوں اور ہم لوگ ان سے پیچھے رہ جائیں۔ لہٰذا دونوں بھائی میدان جہاد کی طرف چل پڑے اور تھوڑی دیر میں لشکر اسلام میں شامل ہوگئے۔ ۷

حمراء الاسد

پیغمبر اکرمؐ نے "ابن ام مکتوم" کو مدینہ میں اپنا جانشین بنایا اور شہر مدینہ سے آٹھویں میل کے فاصلے پر واقع حمراء الاسد۸ نامی مقام پر اپنا دفاعی محاذ آراستہ کردیا۔ قبیلہ خزاعہ کے سردار "معبد خزاعی" نے مشرک ہوتے ہوئے بھی، پیغمبرؐ کی خدمت میں تعزیت پیش کی۔ واضح رہے کہ قبیلۂ خزاعہ کے تمام افراد ہمیشہ اسلام کی حمایت کیا کرتے تھے۔ معبد' پیغمبر اکرمؐ کی خاطر خزاعہ سے "روحاء" کی طرف روانہ ہوگیا جہاں لشکر قریش نے پڑاؤ ڈال رکھا تھا۔ معبد نے ابوسفیان سے ملاقات کی تو اُسے پتہ چلا کہ ابوسفیان نے مدینہ پر دوبارہ دھاوا بولنے کا فیصلہ کرلیا ہے تاکہ وہ مسلمانوں کی پسماندہ طاقت کو پوری طرح نیست و نابود کردے۔ معبد نے ابوسفیان کو مدینہ کی طرف جانے سے روکتے ہوئے کہا: "ابوسفیان! ہوش میں آ۔ پیغمبر اسلامؐ سپاہ کے ساتھ "حمراء الاسد" تک پہونچ چکے ہیں۔ ان کا لشکر پہلے سے زیادہ طاقتور ہے کیونکہ جو لوگ کل جنگ میں شریک نہیں تھے' اس وقت وہ لوگ بھی ان کے ساتھ ہیں۔

ابوسفیان! لشکر اسلام میں مجھے ایسے چہرے بھی دکھائی پڑے ہیں جن کی آنکھیں غیظ و غضب کی شدت کی وجہ سے خون آلود تھیں۔ درحقیقت میں نے اپنی پوری زندگی میں ایسے غضبناک چہرے نہیں دیکھے۔ مسلمان اپنی کوتاہی و لاپرواہی سے بہت شرمندہ ہیں۔ لہٰذا ایسے حالات میں تمہارا مدینہ کی طرف جانا ہرگز مناسب نہیں ہے۔

معبد خزاعی نے ابوسفیان کے سامنے اسلامی سپاہ کا ایسا منظر پیش کیا کہ ابوسفیان نے مدینہ کی طرف واپسی کا ارادہ ترک کردیا۔

پیغمبرؐ اپنے ساتھیوں اور سپاہیوں کے

ہمراہ شب میں ''حمراء الاسد'' میں مقیم رہے، رات کی تاریکی میں انہوں نے سپاہیان اسلام کو حکم دیا کہ اس علاقے کے اردگرد موجود جھاڑیوں میں آگ لگادیں تاکہ دشمن یہ باور کرلے کہ آج لشکر اسلام کل سے زیادہ طاقتور ہے۔

صفوان امیہ نے ابوسفیان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان انتہائی غضبناک اور زخم خوردہ ہیں لہذا میری نظر میں یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بس اسی پر اکتفا کی جائے اور ہم لوگ مکہ کی طرف روانہ ہوجائیں۔''۹

مومن دوسری بار دھوکا نہیں کھاتا ہے۔

یہ پیغمبر اسلامؐ کے اس ارشاد کا خلاصہ ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے ''لایلدغ المومن من جحر مرتین۔'' پیغمبرؐ نے یہ جملہ اس وقت ارشاد فرمایا تھا جب ''ابو عزہ جمحی'' نے ان سے دوبارہ آزادی کی درخواست کی تھی۔ وہ اس سے پہلے جنگ بدر میں اسیر کیا گیا تھا۔ اور پیغمبرؐ نے اُسے اس شرط پر آزاد کردیا تھا کہ وہ اسلام کے خلاف مشرکین کے ساتھ تعاون نہ کرے گا، اس نے پیغمبرؐ کی یہ شرط تسلیم کرلی تھی لیکن جنگ احد میں دوبارہ شریک ہوکر اس نے پیغمبرؐ سے کئے گئے معاہدہ کی خلاف ورزی کی۔ اتفاق کی بات تھی کہ ''حمراء الاسد'' سے واپسی کے وقت سپاہیان اسلام نے اسے دوبارہ اسیر کرلیا۔

اس مرتبہ اس نے پھر پیغمبرؐ سے معافی و آزادی کا مطالبہ کیا تو پیغمبرؐ نے اس کی درخواست کو نامنظور کرتے ہوئے یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ ''مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاسکتا ہے۔'' اور اس کے بعد اس کے قتل کا حکم صادر کردیا اور اس طرح احد کا یہ سبق آموز حادثہ تمام ہوگیا۔۱۰

بہر حال جنگ احد ستر' چوہتر یا بروایت دیگر اکیاسی شہیدوں کی قربانی کے ساتھ ختم ہوگئی جبکہ اس جنگ میں لشکر قریش کے صرف ۲۲ افراد مارے گئے۔ یہ ناگوار واقعہ محض معدودے چند محافظین کی لاپرواہی کی وجہ سے رونما ہوا تھا جس کی تفصیل اس سے قبل کے شماروں میں پیش کی جاچکی ہے۔ مختصراً یہ عرض کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جنگ احد ہجرت کے تیسرے سال بتاریخ ۷ رشوال بروز شنبہ ہوئی اور اس کے فوراً بعد ''حمراء الاسد'' کا واقعہ رونما ہوا جو اگلے ہفتہ جمعہ کے دن تک جاری رہا اور ۱۴ر شوال کو واقعہ احد کا خاتمہ ہوگیا۔ ہجرت کے تیسرے سال کے اہم حوادث میں امام حسن علیہ السلام کی ولادت باسعادت بھی شامل ہے کیونکہ وہ اسی سال ۱۵ر رمضان المبارک کو پیدا ہوئے۔

حوالے:

۱۔ اسلامی جمہوریہ ایران پر مسلط شدہ عراقی جنگ کے دوران ایرانی خواتین نے ایثار و قربانی کی جو مثالیں پیش کی ہیں 'وہ فقط دور رسالت ہی میں نظر آتی ہیں۔ عصر حاضر میں ان خواتین کی قربانیوں نے پوری دنیا کو انگشت بدنداں کردیا۔

۲۔ سیرۂ ابن ہشام جلد ۲ ص۔ ۹۹

۳۔ شرح نہج البلاغہ جلد ۱۴ ص ۲۶۳ پر ابن ابی الحدید سے منقول ہے کہ اس خاتون نے قرآن مجید کی اس آیۂ کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ ''وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ، وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيزًا۔'' اس کے بعد ابن ابی الحدید فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ اس خاتون نے اس آیت کے پہلے حصے کو پڑھا ہو اور پوری آیت نہ پڑھی ہو کیونکہ یہ آیت جنگ خندق کے دوران نازل ہوئی اور جنگ خندق کا زمانہ جنگ احد کے بعد کا زمانہ ہے۔

۴۔ مغازی واقدی جلد ۱ ص۔ ۲۶۵

۵۔ کشف الغمہ ص۔ ۵۴

۶۔ سیرۂ ابن ہشام جلد ۲ ص۔ ۱۰۱

۷۔ سیرۂ ابن ہشام جلد ۲ ص۔ ۱۰۱

۸۔ بعض لوگوں نے ''حمراء الاسد'' تک کی روانگی کو ایک الگ جنگ کے نام سے یاد کیا ہے اور بعض دیگر مورخین نے اس دفاعی کارروائی کو جنگ احد کا حصہ قرار دیا ہے۔

۹۔ طبقات کبریٰ۔ ج ۲۔ ص۔ ۴۹

۱۰۔ سیرۂ ابن ہشام جلد دوم ص۔ ۱۰۴

☆☆☆☆☆☆☆☆